تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْبَصِیرُ

(تقریر نمبر9)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (البقرہ:234)

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

وُہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دِل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اُس یار سا نہیں

(درثمین)

سامعین! آج میری تقریر کا موضوع اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام "**اَلْبَصِیرُ**" ہے۔

اَلْبَصِیرُ کا مطلب ہے۔"خوب دیکھنے والا یا سب کچھ دیکھنے والا"۔

عربی میں بَصَرَ کے معنی دیکھنے کے ہیں، کسی چیز کا علم رکھنے اور وضاحت کے ہیں۔ابن فارس کے مطابق اس مادے کی اصل کسی چیز کے علم، اس کے دیکھے جانے اور اس کے واضح ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ **اَلْبَصِیرُ** کا لفظ "بَاصِر" اور "مبصّر" سے زیادہ جامع اور بلیغ ہے۔"بَاصِر" کہتے ہیں دیکھنے والے کو اور "مبصّر" وہ ہے جو دیکھنے کی صفت رکھتا ہو۔جبکہ "**اَلْبَصِیرُ**" ان دونوں معنوں کو شامل ہونے کے ساتھ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ یہ اسم قرآنِ پاک میں کہیں اسم "سمیع" کے ساتھ اور کہیں اسم "خبیر" کے ساتھ مستعمل ہوا ہے۔

طبری کے مطابق **بَصِیرُ** وہ ذات ہے جو بندوں کے تمام اعمال کو دیکھتی ہے، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور وہ سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ابن کثیر کے نزدیک **بَصِیرُ** وہ ہے جو پورے علم اور بصارت کے ساتھ جانتا ہے کہ کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون گمراہی کا۔

عبد الرحمن السعدی کے مطابق اللہ کی بینائی زمین و آسمان کی تمام دیکھی جانے والی چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے۔وہ اندھیری رات میں سیاہ چٹان پر چلتی سیاہ چیونٹی اور اس کے ظاہری و باطنی اعضاء کو بھی دیکھتا ہے۔وہ ساتوں زمینوں کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر کی ہر چیز کو یکساں طور پر دیکھتا ہے۔

ابن قیم الجوزیہ نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے کہ اللہ چیونٹی کی چال، اس کے جسم میں غذا کی گردش اور رگوں کے نظام کو دیکھتا ہے۔وہ آنکھوں کی خیانت اور پلکوں کی جنبش سے بھی باخبر ہے۔

(وکی پیڈیا)

عام زبان میں بصارت کا مطلب دیکھنے کی صلاحیت ہے، جو آنکھوں کے ذریعے ممکن ہوتی ہے۔ لیکن "بصیرت" کا مفہوم زیادہ وسیع اور عمیق ہے۔ یہ محض ظاہری چیزوں کو دیکھنے تک محدود نہیں بلکہ باطنی حقائق، علم، فہم اور حکمت کو سمجھنے کی صلاحیت بھی ہے۔ "بصیرت" ایک اندرونی روشنی ہے جو انسان کو صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کرنے میں مدد دیتی ہے۔

اِس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے یَا اُولِی الْاَبْصَار کے الفاظ میں متعدّد جگہ بیان فرمایا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ اے صاحبِ بصیرت لوگو! اے سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگو!

مگر جیسا کہ اوپر سُن آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہر پہلو کو شامل کرتا ہے جیسا کہ انسان کے ظاہری اعمال، اُس کے دل کے ارادے، آنکھوں کی خیانت، سینوں کے مخفی راز وغیرہ وہ ہر پہلو سے واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز کا صرف ظاہر ہی نہیں دیکھتا بلکہ اس کی تہہ میں موجود معنوں، مقاصد، فوائد حتیٰ کہ اس کے چھپے نقصانات سے بھی واقف ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام السمیع کے ساتھ آیا ہے۔ "السمیع البصیر" اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ یعنی اور اللہ بندوں پر گہری نظر رکھنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ

"واللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ۔ انسان نگرانی میں غلطی بھی کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ بہت عمدہ نگران حال ہے۔"

(حقائق الفرقان صفحہ 13 سورۃ اٰل عمران ایڈیشن 2022ء)

قرآن میں اللہ نے اپنے لیے بھی "**اَلۡبَصِیۡرُ**" کا لفظ استعمال کیا ہے اور انسان کے لیے بھی "سَمِیۡعًا بَصِیۡرًا" فرمایا ہے لیکن دونوں بصارتوں میں فرق ہے۔ اللہ کی بصارت اس کی شان کے مطابق ازلی اور لامحدود ہے، جبکہ مخلوق کی بصارت ناقص، عارضی، روشنی اور آلات کی محتاج اور ختم ہونے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت "**اَلۡبَصِیۡرُ**" پر یقین رکھنا انسان کے کردار اور طرزِ عمل پر گہرا اثر ڈال سکتا ہے۔ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ ہر وقت اسے دیکھ رہا ہے، وہ اپنی زندگی کو زیادہ منظّم اور بہتر انداز میں گزارتا ہے۔ وہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر عمل میں اللہ کی خوشنودی کو ترجیح دیتا ہے۔

لکھا ہے ایک دفعہ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تُو اُسے نہ دیکھ سکے تو (جان لے کہ) یقیناً وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الإیمان)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ہمارا ربّ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے، (یہ فرماتے ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

(طبرانی فی المعجم الکبیر، 17/282، الرقم/775)

وہ اپنے بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہے چاہے وہ کتنے ہی مخفی ہوں لہٰذا بندے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے تمام حالات اپنے افعال اور اپنی حرکات وسکنات کا اللہ تعالیٰ کو قوی نگران سمجھے اور وہ شرمسار ہو یہ سوچ کر کہ وہ جب کسی گناہ کا ارتکاب کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں بار بار اپنی اس صفت "**اَلۡبَصِیۡرُ**" کا ذکر فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ (البقرہ: 111)

یعنی یقیناً اللہ اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے، چاہے وہ کسی کو نظر آئے یا نہ آئے، اللہ اسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جب انسان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اللہ ہر وقت اُسے دیکھ رہا ہے تو اس کی زندگی میں ایک بڑا انقلاب آجاتا ہے۔ وہ گناہ کرتے وقت رک جاتا ہے۔ دکھاوے سے بچتا ہے۔ نیّت کو صاف رکھنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ صرف عمل نہیں بلکہ عمل کے پیچھے چھپی نیّت کو بھی دیکھ رہا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔"

(صحیح مسلم)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اللہ کی نظر ظاہری شکل وصورت پر نہیں بلکہ دل کی کیفیت اور عمل کے اخلاص پر ہوتی ہے۔ بعض اوقات انسان اچھا کام کرتا ہے لیکن نیّت غلط ہوتی ہے اور کبھی چھوٹا سا عمل خالص نیّت کی وجہ سے بہت بڑا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ "**اَلْبَصِیْرُ**" ہے اس لیے وہ نیّت کی گہرائی کو دیکھتا ہے۔ دکھاوے کو پہچانتا ہے۔ اخلاص کو قبول فرماتا ہے اسی لیے اسلام میں نیّت کو اعمال کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ وہ تمہاری نیکی ضائع نہیں کرے گا بلکہ تمہیں اس کا اچھے سے اچھا بدلہ دے گا۔ پس چاہئے کہ تم ان احکام کو ملحوظ رکھو اور ان پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرو۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 536)

اَور وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں۔

"وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمل کی اصل حقیقت دیکھتا ہے۔ اُس کی ظاہری شکل نہیں دیکھتا۔ اس لئے تھوڑا دینے والا گو دوسرے کے مقابلہ میں کم دیتا ہے۔ مگر چونکہ اُس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ دے دیتا ہے اِس لئے اُس کو ظلّ سے ہی وَابِل والا فائدہ پہنچ جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 612)

سامعین! ہم اپنی روزمرّہ زندگی میں دیکھتے ہیں جب کوئی انسان ظلم کرتا ہے اور دنیا خاموش رہتی ہے، تب بھی اللہ ظالم کے اُس ظلم کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ مظلوم کے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوتا ہے اُس کے صبر کو دیکھ رہا ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ (البقرہ:97) یعنی اللہ اس پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جزا اور سزا کا بھی مالک ہے تو مظلوم کی آہ کو بھی سنتا ہے اور ظالم کا ظلم دیکھ کر اُس کو سزا بھی دیتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اگر انسان روزمرّہ زندگی میں یہ سوچ لے کہ "اللہ مجھے دیکھ رہا ہے" تو اُس کی زبان جھوٹ سے بچ جاتی ہے۔ ہاتھ ظلم سے رک جاتا ہے۔ آنکھ حرام دیکھنے سے خوفزدہ ہوتی ہے۔ دل کینہ سے پاک ہونے لگتا ہے اور یہی شعور انسان کو تقویٰ کی طرف لے جاتا ہے۔ اُس کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اُس کا اخلاص مضبوط ہوتا ہے۔ وہ تنہائی میں بھی گناہ سے بچتا ہے اور اُس کی عبادت میں خشوع آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت "**اَلْبَصِیْرُ**" ہمیں اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ ہم اپنی بصارت اور بصیرت دونوں کو درست استعمال کریں۔ اپنی آنکھوں کو ایسے اعمال سے بچائیں جو اللہ کو ناراض کریں۔ ہر عمل میں اخلاص پیدا کریں اور اسے اللہ کی رضا کے لیے انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں دل کی آنکھوں سے دیکھنے کی صلاحیت عطا کرے۔

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بصارت اور بصیرت کے حوالے سے فرماتا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الانعام:104)

آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"بجز اس طریق کے کہ خدا خود ہی تجلّی کرے اور کوئی دوسرا طریق نہیں ہے جس سے اس کی ذات پر یقین کامل حاصل ہو لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ابصار پر وہ آپ ہی روشنی ڈالے تو ڈالے۔ ابصار کی مجال نہیں ہے کہ خود اپنی قوت سے اسے شناخت کر لیں۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 4 صفحہ 161)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اس کی مانند کوئی بھی چیز نہیں بصارتیں اور بصیرتیں اُس کی کُنہ کو نہیں پہنچ سکتیں اور اس کو ہر یک نظر اَور فکر کی حدود معلوم ہیں۔"

(شحنہ حق، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 398)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اِس آیت کے تحت فُٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"انسان اپنے علم کے زور سے اُسے نہیں دیکھ سکتا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے پاس آکر جلوہ گر ہوتا ہے اور اس طرح انسان کو اس کی رؤیت ہوتی ہے۔"

اور حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ اِس آیت کے تحت فُٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"عوامُ الناس سمجھتے ہیں کہ نظر آنکھ کی پُتلی سے نکل کر دُور کی چیزوں کو دیکھتی ہے حالانکہ اس آیت میں اس کا واضح ردّ ہے اور بتایا گیا ہے کہ روشنی خود آنکھ تک پہنچتی ہے اور یہی مضمون اللہ تعالیٰ کی بصیرت رکھنے والوں پر صادق آتا ہے۔ کسی کو اختیار نہیں کہ وہ خود خدا تعالیٰ کو اپنے دل کی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔ ہاں خدا جب خود چاہے تو اپنے نیک بندوں پر ظاہر بھی ہوتا ہے۔"

حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ کے بیان فرمودہ مضمون کی تائید میں قرآن کریم میں مستعمل لفظ "مُبْصِرًا" ہے جو کے معنی دن کو دیکھنے کی طاقت دینے والا اور دن کو دکھانے والا بنایا کے ہیں۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

" دنیا و عقبیٰ میں جس کامیابی کا ایک گُر بتایا کہ انسان کل کی فکر آج کرے۔ اور اپنے ہر قول و فعل میں یہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبر دار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑھ ہے۔ اور یہی ہر کامیابی کی روحِ رواں ہے۔"

(خطبہ جمعہ 30/ مئی 2003ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)